قرآن مجید کی تلاوت، نقل و حمل اور کتابت وطباعت میں

طہارت کی شرط کا فقہی تجزیہ

ڈاکٹر مبشر حسین*

ڈاکٹر جمیل اختر**

ABSTRACT

The Islamic scholars have identified several rules which deal with the reciting and reading of the Quran and touching/handling the *al-Mushaf*: the script of the Quran. One of the most important prerequisites, as viewed by the classical Sunni schools of Islamic law, is *taharat*, which includes both the physical cleanliness—by ablution (*wudu*) or complete body wash (*ghusl*) or both—and the purification of thought from all kinds of disbelief (*shirk*). By extending the rule of *taharat*, the mainstream Sunni jurists categorically forbid all non-Muslims from touching the Quran; although they are allowed to touch and read its translation as well as to listen to its recitation. This paper analyzes the views of the mainstream jurists and argues for reappraisal of several aspects of the said condition of taharat for both Muslims and non-Muslims, relying upon those jurists whose views are though different from the mainstream but are more practicable and closer to the objectives of the Islamic Sharia today.

Keywords: مصحف، اسلامک فقہ، قراءات، شریعہ لاء، طہارت، نقل وحمل

فقہ اسلامی میں ایک مسلمان کی عدمِ طہارت (ناپاکی یا حالتِ نجاست) کی بالعموم تین صورتیں بیان کی گئی ہیں:

---

* صدر شعبہ حدیث وسنت، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، فل برائٹ اسکالر ہارورڈ یونیورسٹی، امریکہ

** لیکچرار، شعبہ علومِ اسلامیہ، یونیورسٹی آف گجرات، گجرات

(۱)...عدمِ وضو کی حالت (۲) جنابت اور (۳) حیض و نفاس کی حالت۔

مذکورہ بالا ان تینوں حالتوں میں دو طرح کا سوال پیدا ہوتا ہے، ایک یہ کہ ان حالتوں میں قرآن مجید کو تلاوت، مطالعہ کے لیے یا کسی اور مقصد کے لیے چھونا جائز ہے یا نہیں؟ اور دوسرا سوال یہ ہے کہ عدمِ طہارت میں قرآن چھوئے بغیر زبانی طور پر قرآن کی تلاوت کی جا سکتی ہے یا نہیں؟ یہ دونوں سوال مسلمانوں کے پس منظر میں پیدا ہوتے ہیں۔ جب کہ اس کے علاوہ تیسرا سوال ـــ جو موضوع کی مناسبت سے خاص اہمیت کا حامل ہے ۔ یہ پیدا ہوتا ہے کہ غیر مسلموں کے قرآن کو چھونے، پڑھنے اور اس کی کتابت و طباعت سے متعلقہ امور کی انجام دہی سے متعلق فقہ اسلامی کیا کہتی ہے؟ آئندہ بحث بالترتیب انہی تین سوالوں کے تناظر میں کی جائے گی۔

پہلا سوال: عدم طہارت کی حالتوں میں قرآن کو چھونا

عدم طہارت یعنی جنابت، حیض و نفاس، اور عدم وضو کی تینوں حالتوں ـــ میں تلاوت یا کسی اور مقصد کے لیے قرآنِ مجید (مصحف) کو چھونا جائز ہے یا نہیں؟

اس مسئلہ میں سنی فقہا کا مجموعی رجحان یہ ہے کہ عدم طہارت کی تمام حالتوں یعنی حدثِ اکبر (یعنی جنابت، اور حیض و نفاس) اور حدثِ اصغر (بے وضو) میں ایک مسلمان کے لیے مصحفِ قرآنی کو چھونا، پکڑنا اور تلاوت یا کسی اور مقصد کے لیے اٹھانا منع ہے، خواہ مکمل قرآن ہو یا اس کا کچھ حصہ، البتہ اگر کسی رکاوٹ (کپڑے یا دستانے وغیرہ) سے قرآن کو پکڑا جائے تو مالکی و شافعی فقہا کے علاوہ باقی فقہا کی رائے میں اس کی اجازت ہے۔ اسی طرح حالتِ اضطرار میں بھی تمام فقہا نے جبکہ حالتِ مشقت میں بھی بیشتر فقہا نے قرآن کو چھونے کی گنجایش دی ہے اور اس سلسلہ میں بچوں، طلبا و طالبات، اور بعض فقہا نے اساتذہ کو بھی حرمت کے عمومی حکم سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ عمومی حالات کی مناسبت سے مشہور حنبلی فقیہ ابن قدامہ کا دعویٰ ہے کہ داؤد ظاہری کے علاوہ اس رائے سے کسی صاحب علم نے اختلاف نہیں کیا کہ قرآن کو عدم طہارت کی کسی حالت میں بھی چھونا جائز نہیں ہے۔[1] یعنی اس رائے کے مطابق عدم طہارت میں قرآن کو چھونے والا گنہگار ہو گا، الاّ یہ کہ مجبوری ہو یا مشقت یا پھر ایسی ہی کوئی استثنائی صورت۔ لیکن اس رائے میں شاید مبالغہ ہے، اس لیے کہ حدث اصغر یعنی بے وضو حالت میں بعض اہل علم نے قرآن کو پکڑنے کی گنجائش دی ہے۔[2]

1- ابن قدامة، عبدالله بن احمد، المغنی، باب مسألة لا یمس المصحف الاّ طاهر، مكتبة القاهرة، مصر، ۱۹۶۸ء، ج:۱، ص:۱۰۸

2- القرطبی، محمد بن احمد، الجامع لأحكام القرآن، تفسير القرطبی، دار الكتب المصرية، القاهرة، 1964ء،

جمہور فقہانے اپنے موقف کی تائید میں جو دلائل دیئے ہیں، ان سے بظاہر یہ استدلال ممکن ہے کہ "طاہر" (یعنی حکمًا پاک مسلمان) کے سوا کوئی اور قرآن کو نہ چھوئے، اسی لیے جمہور فقہائے اہل سنت کا عمومی رجحان اسی طرف ہے، لیکن بعض علمانے اس کے برعکس طہارت وعدم طہارت تمام حالتوں میں ایک مسلمان کے لیے قرآن مجید کو چھونے اور تلاوت کرنے کی اجازت دی ہے، خواہ یہ عمومی حالات ہوں یا حالتِ اضطرار و مشقت۔ اب فریقین کے دلائل پر ایک نظر ڈالیے۔

1۔ قرآن مجید میں ہے: {لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ}۔[1]

اس آیت میں "لاَ یَمَسُّ" کے لفظ کی وجہ سے اس کی تفسیر میں اختلاف ہے کیونکہ یہ صیغہ نفی (بمعنی خبر)اور نہی (بمعنی حکمِ ممانعت) دونوں معنی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔اب یہاں یہ نفی اور خبر کے لیے ہے یا نہی اور حکم وممانعت کے لیے ؟اس میں دونوں طرح کی آراء اہل علم کے ہاں موجود ہیں۔اسے نہی یا ممانعت کا صیغہ قرار دینے والے اہل علم کی رائے یہ ہے کہ اس میں قرآن مجید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہم انسانوں سے یہ خطاب کیا گیاہے کہ "اس قرآن کو طاہر لوگوں کے سوا کوئی اور نہ چھوئے۔" یہ جمہور فقہاکی رائے ہے اور اسی لیے انہوں نے عدم طہارت کی حالت میں قرآن کو پکڑنے کو ناجائز قرار دیاہے۔[2] لیکن ان کے برعکس بعض اہل علم کے نزدیک یہ نفی کاصیغہ ہے اوراس آیت میں فرشتوں کے بارے میں یہ خبر دی گئی ہے جبکہ اس کے آخر میں (حرف)ہُ کی ضمیر قرآن مجید کی بجائے لوحِ محفوظ کی طرف لوٹتی ہے اوراس آیت کا معنی یہ ہے کہ قرآن کو لوح محفوظ کے طاہر فرشتوں کے سوا کوئی نہیں چھوتا۔ جن علماء نے یہ مؤخر الذکر رائے پیش کی ہے ان میں ایک علامہ ابن حزم اندلسیؒ بھی ہیں۔ آپ نے بڑی شد و مد سے پہلے نقطہ نظر کی تردید کی ہے۔ اور قرآن کے ظاہری الفاظ سے استدلال کے علاوہ دیگر دلائل سے بھی تائید لی ہے [3]

/۱۷ 226؛ ابن حزم الظاهری، علي بن أحمد، المحلى بالآثار، دار الفكر ، بيروت، ج:۱، ص:۹۷

1- سورة الواقعة / 79

2- علاء الدين الحنفى، أبو بكر بن مسعود ، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، دار الكتب العلمية، بيروت، ۱۹۸6ء، ج:۱، ص:۳۳؛ المغنى لابن قدامة، ج:۱، ص:۱۰۸؛ النووى، محيي الدين يحيى بن شرف، المجموع شرح المهذب، دار الفكر، بيروت، ج:۲، ص:۷۲

3- المحلى لابن حزم الظاهري، ج:۱، ص:۹۸

2۔ حدیث میں ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: "اس قرآن کو طاہر لوگوں کے سوا کوئی اور نہ چھوئے۔"[1]

یہ روایت اگرچہ حدیث کی مشہور کتب ستہ میں موجود نہیں، البتہ امام مالکؒ نے مؤطا میں حضرت عمرو بن حزم کے صحیفے (مکتوب) کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے۔ ان کے علاوہ بعض متاخر محدثین مثلا محدث ابن حبان، دار قطنی، امام بیہقی، حاکم، طبرانی و بغوی وغیرہ نے بھی اپنے مجموعہ احادیث میں اس روایت کو عمرو بن حزم ہی سے، البتہ بعض نے جیسا کہ طبرانی نے المعجم الکبیر میں اسے حضرت عبد اللہ بن عمر سے، روایت کیا ہے۔[2] امام مالکؒ اور اکثر محدثین نے اوپر ذکر کردہ الفاظ نقل کیے ہیں جبکہ بعض متاخرین کے ہاں الفاظ میں فرق ملتا ہے (یعنی "لایمس" کی بجائے "لا تمس" ہے کہ تم قرآن کو حالت طہارت ہی میں چھونا) اور یہ فرق طبرانی اور دار قطنی کے علاوہ متقی ہندی کے ہاں بھی پایا جاتا ہے۔ اگرچہ اس روایت کی مرکزی "سند" پر ابن حزمؒ سمیت ماضی کے کئی محققین نے تحفظات کا بھی اظہار کیا ہے، لیکن اسے غالباً سند کی بجائے شہرت عامہ کی بنیاد پر اہل سنت کے ہاں بالعموم صحیح تسلیم کر لیا گیا ہے (جیسا کہ ابن حجر اور ابن عبد البر وغیرہ کی رائے ہے)۔[3] ابن حزم نے اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے دوٹوک الفاظ میں کہا ہے کہ ایسی کوئی بھی روایت صحیح ثابت نہیں، یا تو وہ مرسل و منقطع روایات ہیں، یا ایسا صحیفہ ہے جس کی سند ہی کوئی نہیں، یا پھر وہ مجہول اور ضعیف راویوں سے مروی ہیں۔[4]

اس حدیث میں لفظ طاہر سے مراد کون ہے؟ اس میں بھی اہلِ علم کا اختلاف ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک اس "طاہر" سے مراد ہر وہ مسلمان ہے جو ناپاک (جنابت، حیض و نفاس اور بے وضو حالت میں) نہ ہو۔ ان کے مقابلہ میں بعض علماء کی رائے یہ بھی موجود ہے کہ اس حدیث میں طاہر سے مراد "مسلمان" ہے اور حدیث کی مراد یہ ہے کہ مسلمان کے علاوہ کوئی اور یعنی غیر مسلم اس قرآن کو نہ چھوئے۔ لہٰذا مسلمان قرآن کو عدم طہارت کی

1- مالك بن أنس، الموطأ، مؤسسة زايد بن سلطان آل نهيان للأعمال الخيرية والإنسانية، الإمارات، 2004، كتاب القرآن، باب الأمر بالوضوء لمن مس القرآن، رقم الحديث: 680، ج:٢، ص:٢٧٨

2- أبو القاسم الطبراني، سليمان بن أحمد، المعجم الكبير، مكتبة ابن تيمية، القاهرة، رقم الحديث: 13217، ج:12، ص:313

3- ابن حجر العسقلاني، أبو الفضل أحمد بن علي، التلخيص الحبير في تخريج أحاديث الرافعي الكبير، مؤسسة قرطبة، مصر، 1995م، ج:4، ص:17

4- المحلي لابن حزم، ج:1، ص:95

تمام حالتوں میں چھو سکتا ہے، کیونکہ بے وضو یا عدم طہارت کی حالت میں ہونے کے باوجود وہ نجس نہیں ہوتا، بلکہ طاہر ہی رہتا ہے۔ اس مفہوم کی تائید میں وہ یہ دلیل بھی پیش کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حالتِ جنابت میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور انہوں نے بغیر غسل کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھنا اچھا نہ سمجھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی صورتحال معلوم ہونے پر ان سے فرمایا: ((سُبْحَانَ اللهِ! اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجَسُ))[1] "سبحان اللہ! مومن نجس نہیں ہوتا۔"

اس حدیث کی بنیاد پر محدث ناصر الدین البانیؒ نے بھی یہ فتویٰ دیا ہے کہ مسلمان شخص ہر حال میں قرآن مجید کو چھو سکتا ہے کیونکہ وہ (حکمًا) طاہر ہے نجس نہیں۔[2]

جن (جمہور) سنی اہل علم کی رائے ممانعت پر مبنی تھی کہ مذکورہ بالا تینوں حالتوں: (۱) عدمِ وضو کی حالت (۲)، جنابت کی حالت، اور (۳) حیض ونفاس کی حالت میں قرآنِ مجید کو چھونے اور پکڑنے کی اجازت نہیں وہ بھی بہت سی صورتوں میں عدم طہارت میں بھی قرآن کو چھونے اور پکڑنے کی گنجائش دینے پر مجبور ہوئے ہیں۔ مثلاً اگر قرآنِ مجید کو چھونا پڑ جائے تو صاف کپڑے، گتے یا جلد وغیرہ کی آڑ لے کر اسے چھوا جا سکتا ہے۔ مالکیہ کے علاوہ اکثر فقہا کی یہی رائے ہے۔ کئی تابعین اہل علم کے علاوہ شافعی اور حنفی اہلِ علم نے بھی اس طرح قرآن کو چھونے کی اجازت دی ہے۔ اسی طرح عدم وضو (یعنی حدثِ اصغر) کی حالت میں اگر ہاتھ دھویا ہوا ہے، یعنی ہاتھ میں ظاہری طور پر کوئی ناپاکی نہیں تو قرآن کو چھوا جا سکتا ہے، بعض حنفی فقہا کے بقول اعضائے وضو کے علاوہ کسی عضو سے قرآن چھونا عدم طہارت میں بھی منع نہیں۔[3]

حنفی اور حنبلی فقہا نے تو یہ بھی اجازت دی ہے کہ عدم طہارت والا لکڑی (جیسے عود) کی مدد سے قرآن کی ورق گردانی بھی کر سکتا ہے، البتہ ورقے کو ہاتھ سے نہ چھوئے۔ بلکہ حنفی فقہا نے تو یہ بھی لکھا ہے کہ ہاتھ پر رومال یا کوئی

1- البخاري، محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري، دار طوق النجاة، بيروت، 1422هـ، كتاب الغسل، باب عرق الجنب، وأن المسلم لا ينجس، رقم الحديث: 283، ج:1، ص:65؛ مسلم بن الحجاج القشيري، صحيح مسلم، دار إحياء التراث العربي، بيروت، كتاب الحيض، باب الدليل على أن المسلم لا ينجس، رقم الحديث: 371، ج:1، ص:282

2- الألباني، أبو عبد الرحمن محمد ناصر الدين، تمام المنة في التعليق على فقه السنة، دار الراية، المدينة، ص:116

3- المغنى لابن قدامة، ١/ ١٠٨؛ لجنة علماء برئاسة نظام الدين البلخي، الفتاوى الهندية، دار الفكر، بيروت، 1310هـ، ج:1، ص:39

ایسی رکاوٹ (مثلاً دستانہ) ہو جو مصحفِ قرآنی کا حصہ نہیں، تو پھر عدم طہارت کے باوجود ورق گردانی بھی کی جاسکتی ہے۔[1] لیکن ابن حزم نے ان تمام فقہا پر سخت تنقید کی ہے کہ اس طرح کے فرق کی ان کے پاس کوئی دلیل نہ قرآن سے ہے، نہ سنت سے، نہ اجماع سے اور نہ قیاس سے۔ ابن حزم قرآن کو ہر حالت میں چھونے اور پڑھنے کو شرعاً جائز اور باعث اجر قرار دیتے ہیں[2]۔

عدم طہارت میں جن فقہا کے نزدیک قرآن کو چھونا ممنوع قرار دیا گیا ہے، وہ اضطرار اور مشقت دونوں حالتوں میں قرآن کو چھونے کی اجازت دیتے ہیں، بلکہ مشقت ہی کے پیش نظر قرآن مجید کی کتابت کرنے والے پر بعض فقہا نے ہر وقت باوضو ہونے کو واجب قرار نہیں دیا۔ حنفی فقہا نے بچوں کے لیے عدم طہارت میں بھی قرآن کو چھونے اور پڑھنے کی اجازت دی ہے ورنہ ان کے بقول قرآن پڑھنے اور حفظ کرنے والے پر ہر وقت باوضو ہونے کی شرط لگانا ایک تو مشقت (حرج) ہے اور دوسرا اس طرح بچے قرآن پڑھنے سے متنفر ہو جائیں گے۔[3] شافعی فقہا نے اس اجازت کو مذکورہ دلیل ہی کی بنیاد پر مزید بڑھاتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ بچہ اگر بڑی عمر کا ہو اور حالت جنابت (حدثِ اکبر) ہی میں کیوں نہ ہو تب بھی اسے قرآن پکڑنے اور اسے کھولنے اور پڑھنے کی گنجائش ہے ورنہ اس کا تعلیمی نقصان ہو گا، ہاں مستحب یہی ہے کہ وہ طہارت کی حالت میں قرآن پکڑے۔[4] مالکی فقہا ان سے بھی آگے بڑھ کر صاف طور پر یہ کہتے ہیں کہ جو بالغ مرد وزن قرآن کی تعلیم و تعلم سے وابستہ ہیں، ان کے لیے ازراہ مشقت یہ اجازت ہے کہ وہ مصحفِ قرآنی کو عدم طہارت کی تمام حالتوں میں چھو سکتے ہیں، پکڑ کر ورق گردانی کر سکتے ہیں، محض مطالعہ مقصود ہو یا حفظ قرآن کی دہرائی، سب صورتوں میں انہیں گنجائش ہے۔[5]

1- شرح المهذب للنووی، ۲/ 372 ؛ ابن عابدين، محمد أمين بن عمر، رد المحتار على الدر المختار (مع حاشية ابن عابدين)، دار الفكر، بيروت، 1992م، ج:1، ص:73؛ الفتاوى الهندية، ج:1 ، ص:39

2- المحلى لابن حزم، ج:۱، ص:۹۹

3- شرح المهذب للنووی، ج:۲، ص:372 ؛ ابن عابدين، محمد أمين بن عمر، رد المحتار على الدر المختار (مع حاشية ابن عابدين)، دار الفكر، بيروت، 1992م، ج:1، ص:73؛ الفتاوى الهندية، ج:1، ص:39

4- شمس الدين الشربيني، محمد بن أحمد الخطيب الشافعي، مغني المحتاج إلى معرفة معاني ألفاظ المنهاج، دار الكتب العلمية، 1994م، كتاب الطهارة، باب أسباب الحدث، ج:1، ص:151

5- الدسوقي، محمد بن أحمد بن عرفة المالكي، حاشية الدسوقي على الشرح الكبير، دار الفكر، بيروت، باب أحكام الطهارة، فصل في نواقض الوضوء، ج:1، ص:126

دوسرا سوال: عدمِ طہارت میں قرآن چھوئے بغیر قرآن کی زبانی تلاوت کی جا سکتی ہے یا نہیں؟

عدم طہارت یعنی جنابت، حیض و نفاس، اور عدم وضو کی تینوں حالتوں میں قرآن مجید کی تلاوت کی بے شمار فقہانے اجازت دی ہے، خواہ تھوڑی تلاوت کی جائے یا زیادہ۔ اس کی تفصیل دو حصوں میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ا)...عدم وضو (حدثِ اصغر) کی حالت

یعنی وہ حالت جب جنابت یا حیض کی حالت قائم ہوئے بغیر وضو ٹوٹا ہو، یعنی نیند سے، ہوا خارج ہونے یا پیشاب پاخانہ وغیرہ کرنے سے۔ اس عدمِ وضو (یعنی حدثِ اصغر کی ناپاکی) کی حالت میں قرآن مجید کو ہاتھ لگائے بغیر زبانی تلاوت کرنے کی بیشتر فقہانے اجازت دی ہے، اگرچہ مستحب پھر بھی یہی ہے کہ وضو کر کے قرآن کی تلاوت کی جائے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ بھی عام طور پر عدم طہارت میں ذکر باری تعالیٰ ناپسند فرماتے تھے[1] لیکن وضو کے بغیر بھی تلاوت قرآن کی ممانعت کی کوئی واضح دلیل قرآن و سنت میں موجود نہیں ہے، بلکہ اس حالت میں تلاوتِ قرآن مجید کے جواز کی دلیلیں موجود ہیں، مثلاً ایک دلیل تو یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ کے ہاں رات گزاری، وہ فرماتے ہیں کہ "(تقریباً آدھی) رات کا وقت تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ نیند سے بیدار ہو کر بیٹھ گئے اور اپنے ہاتھ چہرے پر مل کر نیند دور کرنے لگے۔ پھر آپؐ نے سورۂ آل عمران کی آخری دس آیتوں کی تلاوت فرمائی۔ پھر آپؐ (گھر میں) لٹکے ہوئے مشکیزے کی طرف بڑھے اور اس سے پانی لے کر وضو کیا اور بہت اچھی طرح آپؐ نے وضو کیا پھر آپؐ نماز میں مشغول ہو گئے۔"[2]

امام بخاریؒ نے بھی اس حدیث سے یہی مسئلہ اخذ کیا ہے کہ عدمِ وضو کی حالت میں تلاوتِ قرآن جائز ہے، اسی لیے انہوں نے اس حدیث پر یہ عنوان قائم کیا ہے:

((باب قرأة القرآن بعد الحدث وغيره))

یعنی: "بے وضو وغیرہ ہو جانے کی حالت میں تلاوتِ قرآن کا بیان"

اس کی تائید میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث بھی پیش کی جاتی ہے کہ "اللہ کے رسولؐ ہر وقت

1- أبو داود سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني، سنن أبي داود، المكتبة العصرية، بيروت، كتاب الطهارة، باب أيرد السلام وهو يبول، رقم الحديث: 17، ج:1، ص:5

2- صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب قراءة القرآن بعد الحدث وغيره، رقم الحديث: 183، ج:1، ص:47

اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔"[1] جہاں اللہ کا ذکر کرنا درست ہے، وہاں تلاوتِ قرآن کی بھی گنجائش ملتی ہے۔ بعض علما کے بقول امام بخاری کی رائے یہی ہے کہ عدم طہارت کی تمام حالتوں میں تلاوت قرآن کی اجازت ہے۔[2]

(۲)... حالتِ جنابت اور حالتِ حیض و نفاس میں تلاوتِ قرآن

کیا ان دو حالتوں میں تلاوتِ قرآن کی الگ سے ممانعت کی کوئی دلیل ہے؟۔ جب ہم اس مسئلہ کا جائزہ لیتے ہوئے اَحادیث کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں اس سلسلہ میں ممانعت پر مبنی چند اَحادیث ضرور ملتی ہیں، مگر ان کی سندیں کمزور ہونے کی وجہ سے ان سے استدلال کو بعض علما (مثلاً ابن حزمؒ، شوکانیؒ، البانیؒ وغیرہ) نے درست قرار نہیں دیا، لیکن جن علما نے انہیں مستند سمجھا ہے ان کی رائے میں جنابت اور حیض و نفاس (حدث اکبر) میں تلاوت قرآن جائز نہیں ہے۔ اب ان روایات پر ایک نظر ڈالیے۔

1۔ ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں: "حائضہ اور جنبی قران مجید کی بالکل تلاوت نہ کریں۔"[3]

یہ روایت اگرچہ کتب ستہ میں سے ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ میں موجود ہے مگر اس کی سند محدثین ہی کے اصولوں کے مطابق ضعیف ہے۔

2۔ اسی طرح کی ایک روایت سنن دار قطنی وغیرہ میں بھی موجود ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں: "حیض اور نفاس والی عورت قرآن مجید کی بالکل تلاوت نہ کرے۔"[4]

اس روایت کی بھی جتنی سندیں ہیں، وہ سب محدثانہ اصولوں پر بھی ضعیف ہیں جیسا کہ امام شوکانی نے نیل

1- صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب ذكر الله تعالي في حال الجنابة، رقم الحديث: 373، ج:1، ص:282

2- بدر الدين العينى، محمود بن أحمد بن موسى، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، دار إحياء التراث العربي، بيروت، ج:3، ص:274)

3- محمد بن عيسى الترمذي، سنن الترمذي، دار الغرب الإسلامي، بيروت، 1998م، أبواب الطهارة، باب ما جاء في الجنب والحائض أنهما لا يقرآن القرآن، رقم الحديث: 131، ج:1، ص:194؛ ابن ماجة محمد بن يزيد، سنن ابن ماجه، دار إحياء الكتب العربية، بيروت، كتاب الطهارة وسننها، باب ما جاء في قراءة القرآن على غير طهارة، رقم الحديث: 596، ج:1، ص:196

4- الدارقطني، أبو الحسن علي بن عمر، سنن الدارقطني، مؤسسة الرسالة، بيروت، 2004م، كتاب الجنائز، باب تخفيف القراءة لحاجة، رقم الحديث: 1879، ج:2، ص:462

الاوطار میں ذکر کیا ہے۔[1]

3۔اسی طرح کی ایک اور روایت میں ہے: "حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ ہمیں جنابت کے علاوہ ہر حالت میں قرآنِ مجید پڑھا دیا کرتے تھے۔"[2]

امام ترمذیؒ نے اس حدیث پر صحت کا حکم لگا دیا ہے جو بعض اہل علم کے بقول درست نہیں، لیکن امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور شیخ البانیؒ وغیرہ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔اس کے علاوہ بھی اس سلسلہ میں جو روایات مروی ہیں، ان سب کو مشہور معاصر محدث علامہ البانیؒ نے سنداً کمزور قرار دیا ہے۔[3]

لہٰذا جب یہ روایتیں صحیح ثابت ہی نہیں ہیں تو پھر حیض و نفاس اور جنابت کی حالت میں تلاوتِ قرآن کی ممانعت و حرمت کا فتوٰی نہیں دیا جا سکتا، بلکہ سابقہ عنوان کے تحت قائم کیے گئے دلائل کی بنیاد پر اس کے بھی جواز ہی کا فتوٰی دیا جائے گا۔یہی رائے امام بخاریؒ نے بعض صحابہ و تابعین کی نقل کی ہے۔[4]

ابن حزمؒ لکھتے ہیں کہ عدم طہارت کی تمام حالتوں میں تلاوتِ قرآن، سجدہ تلاوت اور قرآن کو براہ راست چھونا سب جائز ہے اور یہ سب نیکی کے کام ہیں۔اگر کوئی ان میں سے کسی چیز کی ممانعت کرتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ ممانعت کی دلیل پیش کرے، حالانکہ ایسی کوئی صحیح (قطعی الثبوت) اور محکم (قطعی الدلالت) دلیل موجود نہیں۔ جن صحابہ کے بارے میں یہ ذکر ہے کہ وہ عدم طہارت میں قرآن نہیں پڑھتے تھے تو یہ ان کا ذاتی فعل ہے جو استحباب پر محمول کیا جا سکتا ہے۔[5]

تیسرا سوال: غیر مسلموں کا مطالعہ یا کتابت و طباعت وغیرہ کے لیے قرآن کو چھونا

تیسرا سوال یہ ہے کہ غیر مسلموں کے قرآن کو چھونے، پڑھنے اور اس کی طباعت سے متعلقہ امور کی انجام دہی سے متعلق فقہ اسلامی کیا کہتی ہے؟ یہ مسئلہ اجتہادی نوعیت کا ہے۔

1- الشوكاني، محمد بن علي، نيل الأوطار، دار الحديث، مصر، 1993م، ج:1، ص:444

2- سنن الترمذي، أبواب الطهارة، باب في الرجل يقرأ القرآن على كل حال ما لم يكن جنبا، رقم الحديث: 146، ج:1، ص:214

3- تمام المنة للألباني، ص:108-117

4- صحيح البخاري، كتاب الحيض، باب تقضي الحائض المناسك كلها إلا الطواف بالبيت، رقم الحديث: 305، ج:1، ص:68

5- المحلي لإبن حزم، ج:1، ص:78-80

جمہور سنی فقہا کی رائے میں غیر مسلم قرآن مجید کو نہیں چھو سکتے اور یہ واجب ہے کہ قرآن ان سے دور رکھا جائے۔ اس کی دو دلیلیں بالعموم پیش کی گئی ہیں جو بالترتیب حسب ذیل ہیں۔

1۔ اس کی ایک دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ غیر مسلم (قرآن مجید میں) حکماً نجس قرار دیئے گئے ہیں اس لیے وہ مستقل عدم طہارت کی حالت میں ہونے کی وجہ سے قرآن کو نہیں چھو سکتے۔ جبکہ یہی فقہا اس بات کے بھی قائل ہیں کہ ایک مسلمان عدم طہارت کی جملہ حالتوں میں باقی الہامی کتابوں (تورات و انجیل) کو چھو سکتا ہے مگر غیر مسلم ہمارے قرآن کو بالکل نہیں چھو سکتے۔[1]

یہ ان فقہا کی رائے ہے جن کے بقول عدم طہارت میں ایک مسلمان بھی قرآن کو نہیں چھو سکتا—جیسا کہ پیچھے اس کی تفصیل ذکر کر دی گئی ہے کہ یہ کن فقہا کی رائے ہے اور ان کی دلیل کیا ہے—تو پھر ایک غیر مسلم تو بالاولیٰ قرآن کو نہ چھوئے۔ البتہ بعض فقہا نے اس رائے سے اختلاف کیا ہے، مثلاً مشہور حنفی فقیہ محمد بن حسن شیبانی اس رائے سے اختلاف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

> لا بأس به (أي مس القرآن) إذا اغتسل؛ لأن المانع هو الحدث وقد زال بالغسل، وإنما بقي نجاسة اعتقاده، وذلك في قلبه لا في يده.[2]
>
> "غیر مسلم کو قرآن کو چھونے کی ممانعت کی وجہ (جو ظاہری نجاست ہے)، اگر غسل کے ذریعے دور ہو جائے تو پھر وہ قرآن کو چھو سکتے ہیں اور باقی رہا ان کے عقیدے کے طور پر نجس ہونے کا مسئلہ تو یہ عقیدہ ان کے دل میں ہوتا ہے نہ کہ ہاتھ میں۔"

یہی رائے امام ابو حنیفہؒ کی بھی بیان کی جاتی ہے، اگرچہ ان سے ایک رائے اس کے خلاف بھی نقل کی گئی ہے۔[3] اگر امام ابو حنیفہؒ یا امام شیبانیؒ کی اس رائے پر غور کیا جائے—بشرطیکہ یہ واقعی ان سے ثابت ہو—تو پھر ایک مسلمان عدم طہارت میں اپنی ظاہری نجاست کو اگر صاف کر لے تو وہ بالاولیٰ قرآن کو چھو سکتا ہے۔

جن فقہا کے بقول غیر مسلم قرآن کو نہیں چھو سکتا، وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ غیر مسلم قرآن مجید کی کتابت و طباعت سے متعلقہ امور کی انجام دہی بھی نہیں کر سکتا۔ البتہ کچھ فقہا یہ نرمی کرتے ہیں کہ غیر مسلم قرآن کو ہاتھ

1- المجموع شرح المهذب، ج:2، ص:72-74؛ حاشية الدسوقي، ج:1، ص:125-126؛ بدائع الصنائع، ج:1، ص:164

2- بدائع الصنائع لعلاء الدين الحنفي، ج:1، ص:37

3- الفتاوى الهندية، ج:5، ص:323؛ وحاشية ابن عابدين، ج:1، ص:119

لگائے اور اٹھائے بغیر اس کی کتابت کر سکتا ہے۔[1]

2۔اس کی دوسری دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ غیر مسلم کا قرآن کو چھونا قرآن کی اہانت (بے ادبی) کرنے کے مترادف ہے۔ اس لیے قرآن ان سے دور رکھا جائے گا۔ اس کی دلیل میں وہ ایک حدیث پیش کرتے ہیں جس میں ہے کہ "نبی اکرم ﷺ نے دشمن کے علاقے میں قرآن مجید لے جانے سے منع کیا"۔(موطا اور بخاری میں صرف اتنا ہی ہے)[2] البتہ باقی کتابوں میں یہ اضافہ بھی ہے کہ کہیں غیر مسلم قرآن کی بے ادبی نہ کریں جیسا کہ صحیح مسلم کے الفاظ یہ ہیں: "أنه كان ينهى أن يسافر بالقرآن إلى أرض العدو، مخافة أن يناله العدو"۔[3]

اس حدیث کی رو سے جمہور فقہا نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ غیر مسلم علاقے میں اگر لشکر کشی کی جائے تو لشکر اگر کمزور ہو اور اس کے مغلوب ہونے کا خطرہ ہو تو پھر وہ اپنے ساتھ قرآن لے کر نہ جائیں، لیکن اگر لشکر طاقتور ہو تو پھر وہ قرآن لے جا سکتے ہیں۔ اگر غیر مسلم قوم یا ملک سے معاہدہ امن ہو تو پھر بھی ان کے علاقے میں قرآن لے کر جایا جا سکتا ہے۔ یہی فقہا مذکورہ دلیل کے پیش نظر یہ بھی کہتے ہیں کہ غیر مسلم کے ہاتھ قرآن مجید کی فروخت بھی حرام ہے کیونکہ غیر مسلم سے خدشہ ہے کہ وہ قرآن کی اہانت کرے گا۔ اس لیے غیر مسلم کو قرآن تحفے میں دینا، یا وقف اور وصیت میں اسے دینا بھی حرام ہے، بلکہ اس سے آگے یہ بھی کہا گیا ہے کہ پڑھنے کے لیے بھی غیر مسلم کو قرآن (ادھار) بھی نہیں دیا جا سکتا۔ بلکہ علامہ رملیؒ نے یہ کہا ہے کہ غیر مسلم کو قرآن ادھار پڑھنے کے لیے دیا جا سکتا ہے اگرچہ ہے یہ حرام ہی۔ مالکی فقہا کا موقف اس معاملے میں شاید سب سے سخت ہے، وہ کہتے ہیں کہ لشکر اسلام اگر طاقتور ہو تو پھر بھی قرآن غیر مسلم ملک یا علاقے میں لے جانا حرام ہے، بلکہ اگر کوئی غیر مسلم پڑھنے اور غور و فکر کرنے کے لیے قرآن مانگیں تو تب بھی انہیں قرآن نہیں دیا جا سکتا، بس ایک آدھ آیت لکھ کر بھیجی جا سکتی ہے۔[4]

1- منصور بن يونس البهوتي الحنبلي، دقائق أولي النهى لشرح المنتهى المعروف بشرح منتهى الإرادات، عالم الكتب، بيروت، 1993م، ج:1، ص:74؛ مغني المحتاج، ج:1، ص:38

2- صحيح البخاري، كتاب الجهاد والسير، باب السفر بالمصاحف إلى أرض العدو، رقم الحديث: 2990، ج:4، ص:56؛ الموطأ لامام المالك، كتاب الجهاد، باب النهي عن أن يسافر بالقرآن إلى أرض العدو، رقم الحديث: 1623، ج:3، ص:633

3- صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب النهي أن يسافر بالمصحف إلى أرض الكفار إذا خيف وقوعه بأيديهم، رقم الحديث: 1869، ج:3، ص:1491

4- حاشية ابن عابدين، ج:3، ص:223-224؛ حاشية الدسوقي، ج:2، ص:178؛ المغني لابن قدامة،

اس ساری بحث میں بنیادی نکتہ یہی ہے کہ غیر مسلموں سے قرآن مجید کی اہانت کرنے کا خدشہ ہے، اس لیے انہیں قرآن دینا یا قرآن تک رسائی دینا اکثر فقہا کے نزدیک جائز نہیں۔ البتہ ان فقہا کے نزدیک غیر مسلم قرآن کی تلاوت سن سکتے ہیں اور انہیں قرآن کا ترجمہ بھی پڑھنے کے لیے دیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر مذکورہ بالا خدشہ نہ ہو تو پھر قرآن مجید تک کسی غیر مسلم کو رسائی دی جا سکتی ہے۔ بعض علمانے اس بات کی اجازت دی ہے۔ متقدمین میں ابن حزم کی بھی یہی رائے تھی۔ انہوں نے استدلال کیا ہے کہ نبی اکرمؐ نے غیر مسلم کی طرف کئی خطوط لکھے ہیں جن میں قرآن کی آیات بھی لکھی ہوئی تھیں اور غیر مسلموں نے ان خطوط کو چھوا ہے، پڑھا ہے، بلکہ بعض نے ان کی اہانت بھی کی ہے، لیکن اس کے باوجود قرآن کا پیغام ان تک پہنچایا گیا ہے۔ ابن حزم کے بقول غیر مسلموں کے علاقے میں قرآن لے جانے کی جو ممانعت حدیث میں کی گئی ہے وہ حربی دشمنوں کے ساتھ خاص ہے، باقی غیر مسلموں کو ان پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ پھر آپ یہ بھی واضح کرتے ہیں کہ اگر نبی اکرمؐ نے غیر مسلموں کو کچھ قرآنی آیات لکھ بھیجی ہیں تو اس سے منع تو نہیں کیا کہ زیادہ آیات یا باقی قرآن نہ بھیجا جائے، بلکہ باقی فقہا پر وہ اعتراض کرتے ہیں کہ جب تم قیاس کو مانتے ہو تو پھر بتاؤ کہ ایک آیت پر زیادہ آیات کو قیاس کیوں نہیں کیا جا سکتا۔ (1)

بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اگر کسی غیر مسلم کے بارے میں یہ امید ہو کہ یہ اسلام کی طرف مائل ہے اور اسلام قبول کرلے گا تو اسے قرآن پڑھنے کے لے دیا جا سکتا ہے۔ اس رائے پر بھی بعض اہل علم نے تنقید کی ہے، جن میں مشہور سعودی مفتی شیخ ابن بازؒ بھی شامل ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ غیر مسلموں کو نبی اکرم ﷺ نے کبھی قرآن نہیں بھیجا، ماسوا ایک دو آیتوں کے، لہٰذا آج بھی انہیں قرآن نہیں دیا جا سکتا، خواہ کسی کے مسلمان ہو جانے کی ہمیں امید ہی کیوں نہ ہو، البتہ قرآن کا صرف ترجمہ دیا جا سکتا ہے۔ اور تفسیر بھی دی جا سکتی ہے۔ تفسیر میں اگرچہ قرآن بھی لکھا ہوا ہوتا ہے، لیکن یہ قرآن نہیں کہلاتی بلکہ اس کی تفسیر کہلاتی ہے اس لیے عربی قرآن تو

ج:1، ص:149؛ ج:4، ص:292؛ زين الدين البغدادي، عبد الرحمن بن أحمد، فتح الباري شرح صحيح البخاري، مكتبة الغرباء الأثرية، المدينة النبوية، 1996م، ج:6، ص:134؛ النووي، محيي الدين يحيى بن شرف، التبيان في آداب حملة القرآن، دار ابن حزم للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، 1994م، ص:113

1- وَلَمْ يَمْنَعْ صلى الله عليه وسلم مِنْ غَيْرِهَا وَأَنْتُمْ أَهْلُ قِيَاسٍ فَإِنْ لَمْ تَقِيسُوا عَلَى الآيَةِ مَا هُوَ أَكْثَرُ مِنْهَا فَلاَ تَقِيسُوا عَلَى هَذِهِ الآيَةِ غَيْرَهَا. (المحلى لابن حزم، ج:1، ص:83)

نہیں دیا جاسکتا، البتہ قرآن پر مشتمل عربی تفسیر دی جاسکتی ہے۔[1]

شاید اس فتوے میں ایک پہلو سخت محل نظر یا شاید داخلی تناقض کا شکار ہے اور وہ یہ ہے کہ قرآن مجید اپنی تفسیر کے ضمن میں مطبوع ہو تو وہ غیر مسلم کی رسائی میں جاسکتا ہے، وہ اسے چھو سکتا ہے اور پڑھ بھی سکتا ہے، لیکن اسی تفسیر میں سے صرف قرآنی متن الگ کرلیا جائے تو پھر حرام ہے کہ ہم یہ غیر مسلم کے ہاتھ میں دیں!

ویسے تو دنیا میں مسلمان ہمیشہ قرآن کی طباعت کرکے اسے پوری دنیا میں پہنچا رہے ہیں اور اس بات کی شاید ہی کبھی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ غیر مسلموں سے قرآن کی نشر و اشاعت اور کتابت وطباعت کی امید کی جائے۔ لیکن اس کے باوجود اگر طباعت کے لیے کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے جیسا کہ بعض مسلمان تاجر چین سے قرآن کی سستی اشاعت ہونے کی وجہ سے چینی کمپنیوں میں دلچسپی رکھتے ہیں کہ غیر مسلم اس میں لازمی طور پر کسی نہ کسی جگہ (کتابت، طباعت، نقل و حمل وغیرہ میں) شریک ہوں گے، تو پھر کچھ ضروری احتیاطوں کے بعد اس کی اجازت دی جاسکتی ہے جیسا کہ امام محمد شیبانیؒ کی رائے میں اس کی گنجائش موجود ہے—مثلاً یہ کہ قرآن مجید کی کتابت اور طباعت میں کسی قسم کی غلطی کا امکان نہ ہو اور یہ اسی وقت ممکن ہو گا جب اس کی کتابت وطباعت کی اصل نگرانی مسلمان ہی کر رہے ہوں، خواہ وہ موقع پر موجود ہیں یا نہیں اس سے فرق نہیں پڑتا۔ اسی طرح لازمی طور پر یہ احتیاط بھی کی جائے گی کہ قرآن مجید کی بے ادبی کی کوئی صورت بلکہ کوئی شائبہ بھی نہ ہو، اور یہ ممکن بنایا جائے کہ طباعت سے متعلقہ عملہ جانتا ہو کہ یہ مقدس کتاب ہے کوئی عام کتاب نہیں ہے۔ اس لیے غیر مسلم ظاہری طور پر گندگی اور میل کچیل سے صاف ہو کر طباعت سے متعلقہ امور میں شرکت کریں اور بہت بہتر ہو گا اگر قرآن کی کتابت و طباعت سے متعلقہ جگہ پر کچھ مسلمان ملازم بھی متعین کیے جائیں جو دیگر عملے کو لازمی احتیاطی تدابیر سے خبر دار کرتا رہے۔ لیکن اگر ان شرائط اور احتیاطی تدابیر پر عملدرآمد ناممکن ہو یا ظاہری طور پر بہت مشکل معلوم ہو تو پھر جمہور فقہائے اہل سنت کے موقف کے مطابق غیر مسلم اشاعتی ادارے سے قرآن کی نشر و اشاعت کو درست قرار نہیں دیا جاسکتا۔

1-https://islamqa.info/ar/answers/100228/%D8%AD%D9%83%D9%85-%D9%85%D8%B3-%D8%A7%D9%84%D9%83%D8%A7%D9%81%D8%B1-%D9%84%D9%84%D9%85%D8%B5%D8%AD%D9%81 (last accessed 05.05.2020)

خلاصہ بحث

سنی مذاہب اربعہ کے فقہا کا مجموعی رجحان یہ ہے کہ عدم طہارت کی تمام حالتوں میں ایک مسلمان کے لیے مصحف قرآنی کی تلاوت کرنا یا اسے تلاوت وغیرہ کے لیے چھونا یا کسی اور مقصد کے لیے اٹھانا منع ہے، خواہ مکمل قرآن ہو یا اس کا کچھ حصہ، البتہ اگر کسی رکاوٹ (کپڑے یا دستانے وغیرہ) سے قرآن کو پکڑا جائے تو مالکی و شافعی فقہا کے علاوہ باقی فقہا کی رائے میں اس کی اجازت ہے۔ اسی طرح حالت اضطرار میں بھی تمام فقہا نے جبکہ حالتِ مشقت میں بھی بیشتر فقہا نے قرآن کو چھونے کی گنجائش دی ہے اور اس سلسلہ میں بچوں، طلبا و طالبات، اور بعض فقہا نے اساتذہ کو بھی حرمت کے عمومی حکم سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ مذکورہ بالا مجموعی رجحان سے بعض سنی فقہا نے ہر دور میں اختلاف کیا ہے جن میں داوٗد ظاہری، ابن حزم اندلسی، محمد علی الشوکانی، ناصر الدین البانی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ اسی طرح غیر مسلموں پر عدم طہارت کا حکم لگاتے ہوئے اور ان سے یہ خدشہ رکھتے ہوئے کہ وہ قرآن مجید کی بے حرمتی کر سکتے ہیں، مذاہب اربعہ کے فقہا نے مسلمانوں سے زیادہ ان پر سختی کرنے اور قرآن کو ہر حال میں ان سے دور رکھنے کا فتویٰ دیا ہے۔ شاذ رائے یہ ہے کہ غیر مسلم کو قرآن کو چھونے کی ممانعت کی وجوہات اگر دور ہو جائیں تو پھر وہ بھی قرآن کو چھو سکتے ہیں۔ یہ رائے بعض سنی فقہا نے بھی دی ہے اور بعض ظاہری فقہا نے بھی۔ آج کے دور میں مذکورہ شاذ رائے ہی قابل عمل محسوس ہوتی ہے اور شریعت کے مقاصد اور روح سے بھی یہ قریب لگتی ہے ۔